عروۃ ابن الزبیر رحمہ اللہ

ماخوذ:۔ صور من حیاۃ التابعین

"جو شخص اس بات سے خوشی محسوس کرتا ہے کہ وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھ لے وہ حضرت عروۃ بن زبیر کو دیکھ لے۔" (عبدالملک بن مروان)

بیت اللہ الحرام میں دن ڈھلے کا سورج اپنی سنہری کرنوں کو جمع کر رہا تھا۔ اور اس کے پاکیزہ صحنوں میں ذکرالہی سے تروتازہ سانس کی آمدورفت کا موقع فراہم کر رہا تھا۔ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے باقی ماندہ لوگوں اور بزرگ تابعین نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے تہلیل و تکبیر کے ساتھ حرم کی فضاؤں کو معطر کرنا شروع کردیا۔ نیز اعلی اور نیک دعاؤں سے اطراف حرم کو معمور کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ لوگ کعبہ معظمہ کے گرد الگ الگ جماعتوں کی شکل میں حلقے بنانے لگے (وہ کعبہ جو بیت اللہ الحرام کے درمیان ھیبت و عظمت کے ساتھ قائم ہے) نیز وہ لوگ کعبہ مکرمہ کی عظیم الشان خوبصورتی سے اپنی آنکھوں کو معمورو مسرور کرنے لگے۔ وہ آپس میں ایسی باتیں کررہے ہیں جن میں نہ تو بے ہودگی ہے اور نہ کوئی گناہ کی آلائش ہے۔ رکن یمانی کے قریب روشن چہروں والے اعلی حسب ونسب والے معطر کھلی آستینوں والے چار نوجوان بیٹھے ہیں گویا کہ وہ کپڑوں کی صفائی اور دلوں کی باہمی الفت کی وجہ سے مسجد حرام کے بعض کبوتر ہیں۔ وہ ہیں۔ عبداللہ بن زبیر اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر ان کے بھائی عروۃ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان۔

ان نیک نوجوانوں کے مابین گفتگو ہورہی تھی کہ ان میں سے ایک جوان نے کہا ہم میں سے ہرایک کو اللہ تعالی سے ایسی آرزو کرنی چاہئے جسے وہ بہت زیادہ پسند کرتا ہو۔ سو ان کے خیالات وسیع عالم غیب میں حلقے بنانے لگے یعنی ان کے خیالات نے بلند پروازی اختیار کی۔ اور ان کے شیریں خواب آرزوؤں کے سرسبزوشاداب باغیچوں میں گردش کرنے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میں ..... حجاز کا بادشاہ بن جاؤں۔ اور میں خلافت حاصل کرلوں۔ اس کے بھائی مصعب نے کہا میری آرزو ہے کہ میں کوفہ اور بصرہ کامالک ہوجاؤں اور ان کے بارے میں کوئی شخص مجھ سے جھگڑا اور

کشمکش نہ کرے عبدالملک بن مروان نے کہا تم دونوں تو اسی پر قناعت کرتے ہو مگر میں تو پورے روئے زمین کی بادشاہت کی آرزو رکھتا ہوں نیز یہ کہ میں حضرت معاویہؓ کے بعد خلافت حاصل کرنے کا متمنی ہوں۔ عروۃ بن زبیر خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ وہ تینوں اسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ اے عروۃ آپ کیا آرزو رکھتے ہیں؟ عروۃ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دنیوی آرزوؤں میں برکت عطا کرے۔ رہا میرا معاملہ تو میں تمنا کرتا ہوں کہ میں باعمل عالم بنوں۔ اور لوگ مجھ سے اپنے رب کی کتاب اپنے نبی کی سنت اور احکام دین کا علم حاصل کریں۔ اور میں آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں اور اس کی جنت سے لطف اندوز ہونا مجھے نصیب ہو۔

زمانہ اپنی گردش کرتا رہا۔ سو وہ دیکھو کہ یزید بن معاویہ کی موت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ بیعت خلافت کی جارہی ہے سو وہ حجاز' مصر' یمن' خراسان اور عراق پر حکومت کررہے ہیں۔ پھر انہیں اسی مقام کے بالکل نزدیک قتل کیا جارہا ہے۔ جہاں انہوں نے وہ مخصوص دعا کی تھی۔ اسی طرح مصعب ابن الزبیر کو ان کے بھائی عبداللہ کی طرف سے امارت عراق سونپی گئی تھی۔ وہ بھی عبداللہ ابن الزبیر کی ولایت و حکومت کا دفاع کرتے ہوئے قتل کئے جارہے ہیں۔ تیسرے نوجوان عبدالملک بن مروان کو ان کے باپ کی موت کے بعد خلافت حاصل ہوتی ہے۔ اور عبداللہ ابن الزبیر اور ان کے بھائی مصعب کے بعد جو عبدالملک ہی کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے تمام مسلمانوں کا اس کی خلافت پر اتفاق ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے زمانے کے شاہان دنیا میں سب سے بڑے بادشاہ بن جاتے ہیں۔ عروۃ بن زبیر کا معاملہ کیا ہوا ان کی دعا و آرزو کا کیا نتیجہ نکلا؟ آیئے ہم ان کا قصہ شروع سے بیان کرتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے اختتام خلافت سے ایک سال قبل مسلمانوں کے ایک انتہائی معزز اور عظیم الشان گھرانے میں حضرت عروہ بن زبیرؒ پیدا ہوئے۔ ان کے والد زبیر بن عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے سب سے پہلے تلوار اٹھائی وہ ان دس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک تھے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنادی گئی تھی۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی

حضرت اسماءؓ تھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ کی ہجرت مدینہ کے دن حضرت اسماء نے اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کرکے ایک میں کھانا اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ کر انہیں مہیا کیا تھا۔ اسلئے آنحضورؐ نے انہیں ذات النطاقین "دو پٹکوں والی" کا لقب دیا تھا)۔ ان کے نانا ابوبکر صدیقؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور غار میں آپ کے ساتھی تھے۔ اور ان کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ تھیں۔ان کی دادی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ جب انہیں (حضرت صفیہؓ) کو دفن کیا گیا تھا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر پر تشریف لے گئے او راپنے ہاتھوں سے اسے درست کیا تھا۔ کیا تو اس سے زیادہ اعلی کسی حسب و نسب کا تصور کر سکتا ہے۔ ایمان اور عزت اسلام کے علاوہ اس سے زیادہ کوئی شرف اور عظمت ہو سکتی ہے؟

حضرت عروۃ بن زبیر نے کعبہ شریف کے پاس اللہ تعالی سے جو دعا کی تھی۔ اسکے حصول و اثبات کے لئے دوسری تمام مصروفیتوں سے یکسو ہو کر علم کی طلب پر کمربستہ ہو گئے۔ اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ اصحاب کرام کو غنیمت جانا۔ ان کے گھروں میں جانے لگے ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ان کی مجالس کی جستجو میں رہتے ۔ لہذا انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب' عبدالرحمن بن عوف' زید بن ثابت' ابوایوب انصاری' اسامہ بن زید' سعید بن زید' ابو ھریرہ' عبداللہ بن عباس' اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے احادیث رسول ﷺ روایت کیں۔ اور سب سے زیادہ روایات انہوں نے حضرت عائشہ (اپنی خالہ) سے حاصل کیں۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے ان سات فقہاء میں شمار ہوئے جن کی طرف دینی مسائل کے بارے میں مسلمان رجوع کیا کرتے تھے۔ اور ان سے نیک حکمران رعایا اور مملکت کے امور میں مدد حاصل کرتے تھے جن کا انہیں اللہ تعالی نے نگران بنایا تھا۔ جب ولید بن عبدالملک کی طرف سے حضرت عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے گورنر بن کر تشریف لائے تو لوگوں نے ان کے پاس آکر سلام کہا۔ پھر جب انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی تو انہوں نے مدینہ کے دس فقہاء کو بلایا جن

میں سے سب سے اونچی منزلت والے عروہ بن زبیر ہی تھے۔ پھر جب وہ ان کے پاس آئے تو عمر بن عبدالعزیز نے انہیں خوش آمدید کہا اور ہم نشینی میں ان کی عزت افزائی کی۔

پھر اللہ تعالی کی کماحقہ حمد و ثنا کی اور کہا۔ میں نے آپ کو ایسے معاملہ کے لئے بلایا ہے۔ جس پر آپ کو اجر ملیگا اور حق کے بارے میں آپ میرے معاون ہونگے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کی رائے لئے بغیر میں کسی امر کا فیصلہ کروں۔ سو اگر آپ کسی شخص پر زیادتی کرتے ہوئے دیکھیں یا آپ کو میرے کسی عامل (افسر) کے ظلم کی خبر ملے تو خدارا آپ مجھے وہ خبر ضرور پہنچائیں۔ اس پر عروہ بن زبیر نے ان کے لئے دعائے خیر کی اور ان کے لئے اللہ تعالی سے درست طرز عمل' صبر و استقامت اور رشد و ہدایت کی امید کی۔ عروہ بن زبیر نے علم و عمل کو جمع کر دیا تھا۔ اور وہ سخت گرمیوں میں بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ تاریکیوں میں قیام کرنے والے اللہ تعالی کے ذکر سے ہمیشہ رطب اللسان رہتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ کتاب اللہ کے ساتھی اور اس کی تلاوت پر جم کر بیٹھنے والے تھے۔ وہ روزانہ قرآن کریم کا چوتھائی حصہ دیکھ کر تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر اتنے حصے کی رات کے قیام میں زبانی تلاوت کرتے تھے۔ ابتدائے جوانی سے لے کر وفات تک سوائے ایک دن کے انہوں نے اپنا یہ معمول ترک نہ کیا۔ ایک دن کسی خاص واقعہ اور مصیبت کی وجہ سے یہ عمل نہ کر سکے تھے۔

چند لمحات کے بعد اس مصیبت کا ذکر ہوگا۔ عروہ بن زبیر فی الواقع نماز میں اپنے نفس کی راحت' آنکھ کی ٹھنڈک اور زمین پر اپنی جنت پاتے تھے۔ لہذا بہترین انداز سے اس کی ادائیگی کرتے تھے۔ اور اس کے تمام اسالیب و شعائر میں پختگی پیدا کرتے تھے۔ اور اسے انتہائی طول دیتے تھے۔ ان سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو ہلکی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ نماز سے فارغ ہوا تو اسے اپنے پاس بلایا اور کہا۔ اے بھتیجے کیا تیرے رب کے حضور تیری کوئی حاجت نہیں تھی۔ اللہ کی قسم میں تو اپنی نماز میں اللہ تعالی سے ہر چیز مانگتا ہوں یہاں تک کہ نمک بھی۔

عروہ بن زبیر (اللہ تعالی ان سے راضی ہو) ہاتھ کے سخی در گزر کرنے والے اور بہت فیاض تھے۔ ان کی فیاضی اور سخاوت کی ایک خبر بیان کی گئی ہے۔ کہ مدینہ کے باغات میں سے

ان کا ایک باغ بہت بڑا تھا۔ اس کا پانی شیریں' درخت سایہ دار اور کھجوریں بہت اونچی تھیں۔ وہ اس کے درختوں کی حفاظت' چوپائیوں اور بچوں کی شرارت اور نقصان سے بچانے کے لئے پورا سال اس کے گرد دیوار قائم رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تر کھجوروں کے پکنے کا وقت آتا۔ پھل پختہ اور عمدہ ہوجاتے اور دلوں میں ان کے کھانے کی چاہت پیدا ہوتی۔ تو اپنے باغ کی دیوار کو لوگوں کے داخل ہونے کے لئے کئی اطراف سے توڑ دیتے تھے۔ پھر سب آنے جانے والے اس میں داخل ہوتے اور اس کے لذیذ پھل کھاتے اور جو انہیں اچھے لگتے انہیں اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اور جب وہ اپنے اس باغ میں داخل ہوتے تو اللہ تعالی کے اس قول کو دہراتے تھے۔

ولو لا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

(الکھف۔ ۳۹)

ترجمہ۔ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو نے کیوں نہ کہا تھا۔ جو اللہ تعالی نے چاہا (سو ہوا) اللہ تعالی کی توفیق کے بغیر کسی شخص کو اعمال خیر کی طاقت حاصل نہیں ہوسکتی۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت کے ایک سال میں اللہ تعالی نے عروہ بن زبیر کا ایسا امتحان لینا چاہا جس میں ایمان و یقین سے معمور دل والوں کے سوا کوئی شخص ثابت قدم نہیں رہ سکتا خلیفۃ المسلمین نے عروہ بن زبیر کو ملاقات کے لیے دمشق میں بلایا۔ تو انہوں نے خلیفہ کی دعوت کو قبول کیا۔ ان کے ساتھ ان کا بڑا بیٹا ہولیا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو خلیفہ نے ان کی آمد پر بہترین طریقہ سے خوش آمدید کہا۔ اور انکی تشریف آوری پر بہت اکرام کیا۔ اور ان کا شاندار استقبال کیا۔ پھر اللہ تعالی نے چاہا کہ ہوائیں کشتیوں کی مخالف سمت سے چلیں۔ ہوا یوں کہ عروہ بن زبیر کا بیٹا ولید کے عمدہ گھوڑوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے اصطبل میں داخل ہوا تو ایک جانور نے ایسی دولتی جھاڑی جس نے اس کی زندگی کا خاتمہ کردیا۔ مصیبت زدہ باپ اپنے بیٹے کی قبر کی مٹی اپنے ہاتھوں سے جھاڑتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کے ایک پاؤں کو گوشت کورہ کی بیماری لاحق ہوگی۔ پنڈلی سوج گئی۔ ورم انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ شدید ہوتا اور بڑھتا گیا۔ خلیفہ نے ہر طرف سے اپنے مہمان کے لئے طبیب بلالئے۔ اور انہیں عروہ بن زبیر کے ہر طریق سے علاج معالجہ کی ترغیب

دی۔ مگر تمام طبیب اس بات پر متفق ہوگئے۔ کہ ٹانگ کاٹ دینے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ورنہ ورم سارے جسم میں پھیل کر موت کا سبب بن جائے گا۔

لہٰذا حضرت عروۃ کو بھی یہ فیصلہ چاروناچار تسلیم کرنا پڑا۔ اور جب جراح پنڈلی کاٹنے کے لئے حاضر ہوا اور اپنے ساتھ اپنے آلات جراحی نشتروغیرہ لے آیا۔ جن سے گوشت کاٹا جاتا ہے اور ہڈی چیرنے کے لئے طبی آریاں بھی لے آیا۔ تو اس نے حضرت عروۃ سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو ایک گھونٹ نشہ آور پلادوں تاکہ آپ کو پنڈلی کاٹنے کی شدید تکلیف کا احساس نہ ہو۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا یہ کام میری استطاعت سے بعید ہے۔ پھر طبیب نے کہا۔ تب ہم آپ کو کوئی سن کرنے والی دوا پلا دیتے ہیں۔ تو عروۃ نے کہا۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا کوئی عضو چھینا جائے یعنی کاٹا جائے اور مجھے اسکی تکلیف کا احساس نہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا طلبگار بنوں۔ جب جراح نے پنڈلی کاٹنے کا ارداہ کیا تو حضرت عروۃ کی طرف لوگوں کی ایک جماعت آگے بڑھی۔ حضرت عروۃ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ تو ان سے کہا گیا۔ انہیں بلایا گیا ہے تاکہ وہ آپ کو پکڑے رکھیں۔ ممکن ہے درد کی شدت میں آپ اپنا پاؤں کھینچ لیں جو آپ کو نقصان پہنچادے۔ انہوں نے فرمایا انہیں واپس کر دو۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے امید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے آپ کو اس اہتمام سے بے پرواہ کردونگا۔ پھر طبیب ان پر متوجہ ہوا اور نشتر کے ساتھ گوشت کو کاٹا اور جب نشتر ہڈی تک پہنچ گیا تو اس پر آری رکھ کر چیرنے لگا۔ اور حضرت عروۃ کہہ رہے تھے۔

لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے۔

جراح ہڈی کو چیرتا رہا اور حضرت عروۃ تہلیل و تکبیر کے مذکورہ بالا کلمات کہتے رہے۔ یہاں تک کہ مکمل طور پر پنڈلی کاٹ دی گئی۔ پھر لوہے کے کڑچھوں میں روغن کو جوش دیا گیا۔ اور خون کو روکنے اور زخم کو داغنے کے لئے حضرت عروۃ کی پنڈلی کو اس تیل میں ڈبو دیا گیا۔ پھر ان پر طویل غشی طاری ہوگئی۔ جو اس دن ان کے اور کتاب اللہ

کے اس حصے کے درمیان حائل ہوگئی جس کی وہ روزانہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہی ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جس میں آغاز جوانی سے لے کر وفات تک وہ اس کار خیر سے محروم رہے۔ جب عروۃ صحت مند ہو گئے تو انہوں نے اپنا کٹا ہوا پاؤں منگوایا۔ انہوں نے وہ عروۃ کو پکڑا دیا۔ تو اسے اپنے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ جس ذات نے مجھے تجھ پر اٹھا کر رات کی تاریکیوں میں مساجد تک پہنچایا ہے وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ میں تیرے ساتھ چل کر حرام کی طرف کبھی نہیں گیا۔ پھر بنی مزینہ کے مخضرم (جس نے زمانہ جاہلیت واسلام دونوں میں اشعار کہے ہوں) شاعر معن بن اوس کے اشعار گنگنانے لگنے جن میں وہ کہتا ہے۔

لعمرک ما اهویت کفی لریبته	تیری عمر کی قسم میں نے اپنی ہتھیلی یعنی ہاتھ کو کسی شک و
ولا حملتنی نحوالفاحشته رجلی	تہمت والے کام کی طرف نہیں بڑھایا اور نہ میری ٹانگ
ولا دلنی راتی ولا عقلی	کبھی کسی بے حیائی کے کام کی طرف لے گئی ہے۔ اور نہ
ولا قاد نی سمعی ولا بصری لها	میرے کانوں اور آنکھوں نے بے حیائی کی طرف رہنمائی
واعلم انی لم تصبنی مصیبته	کی ہے نہ میری رائے اور عقل نے اس کی طرف رہنمائی
من الدهر الا قداصابت فتی قبلی	کی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ زمانہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی ہے ایسی مصیبت مجھ سے پہلے بھی کسی نہ کسی جوان کو پہنچ چکی ہے۔

ولید بن عبدالملک پر وہ مصیبتیں بہت شاق گزریں جو اس کے عظیم مہمان پر نازل ہوئیں وہ اپنے بیٹے کو کھو بیٹھا اور اپنی پنڈلی کو بھی چند گنتی کے دنوں میں کھو بیٹھا۔ وہ اسے اسکی مصیبت پر تسلی دینے اور صبر دلانے کے لئے کوئی تدبیر اور حیلہ سوچ رہا تھا کہ اتفاقاً دارالخلافت میں بنی عبس کی ایک جماعت اتری جس میں ایک نابینا آدمی بھی تھا۔ ولید نے اس سے اس کی نظر بند ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا۔ اے امیرالمومنین۔ بنو عبس میں مال و دولت اور اہل و اولاد کے لحاظ سے کوئی آدمی مجھ سے زیادہ نہیں تھا۔ میں اپنی قوم کی منزلوں میں سے ایک وادی میں اترا تو ہمیں ایسے سیلاب کا سامنا ہوا جیسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ سیلاب میرے سب مال و متاع اور اہل و عیال کو بہا کر

لے گیا۔ اور میرے پاس اس نے ایک نومولود چھوٹے بچے کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔ اونٹ بڑا سخت اور اکھڑ تھا وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سو میں نے بچے کو زمین پر چھوڑ کر اونٹ کا پیچھا کیا۔ میں اپنی جگہ سے ابھی تھوڑا سا دور ہوا تھا کہ میں نے بچے کی چیخ سنی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اس کا سر بھیڑیئے کے منہ میں تھا اور وہ اسے کھا رہا تھا۔ میں تیزی سے اسکی طرف گیا مگر میں اسے چھڑا نہ سکا اس لئے کہ وہ اسے ختم کر چکا تھا پھر میں اونٹ کے پیچھے گیا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے میرے چہرے پر ایسے زور سے ٹانگ ماری کہ میری پیشانی کو پھاڑ دیا۔ اور میری نظر کو ختم کر دیا۔ اس طرح میں ایک ہی رات میں مال اولاد اہل و عیال اور آنکھوں سے محروم ہو گیا۔ یہ قصہ سنکر ولید نے اپنے دربان سے کہا اس مہمان کو ہمارے مہمان عروۃ بن زبیر کے پاس لے جا۔ یہ ان کے سامنے اپنا قصہ بیان کرے تاکہ وہ جان لے کہ لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جو اس سے بھی بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔ جب عروۃ بن زبیر کو مدینہ کی طرف لے جایا گیا۔ اور ان کے اہل و عیال میں داخل کیا گیا۔ تو انہوں نے تیزی کے ساتھ ان سے کہا۔ مجھے دیکھ کر تم پر ہول طاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیٹے عطا کئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک کو واپس لے لیا اور میرے لیئے تین کو باقی چھوڑ دیا۔ سو تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اور مجھے چار اطراف عطا کیں تھیں ایک کو واپس لے لیا ہے اور تین کو میرے لئے باقی چھوڑ دیا اور اگر مجھے ایک دفعہ مبتلائے مصیبت کیا ہے تو بے شمار دفعہ اس نے مجھے خیر و عافیت سے ہمکنار بھی کیا ہے۔ جب اہل مدینہ کو اپنے امام اور عالم کے مدینہ میں پہنچ جانے کا علم ہوا تو ہر طرف سے ان کے گھر کی طرف اُمڈ پڑے تاکہ ان کی غمگساری اور تعزیت کریں۔ سب سے بہتر بات جس سے ان کی تعزیت کی گئی۔ وہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ کی بات تھی جبکہ اس نے کہا۔

اے ابو عبداللہ خوشخبری ہو۔ آپ کے اعضا میں ایک عضو اور آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا آپ سے پہلے جنت میں پہنچ گئے ہیں۔ اور آپ کا پورا جسم انشاء اللہ تھوڑے حصے کے پیچھے ضرور جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آپ کا وہ حصہ بچا دیا ہے۔ جس کے ہم محتاج ہیں اور اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ وہ آپ کا علم فقہ اور رائے

ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کو بھی اور ہمیں بھی نفع عطا فرمائے: اللہ تعالیٰ ہی آپ کو بہتر ثواب دینے کا ذمہ دار اور آپ کے بہتر حساب کا ضامن ہے۔

عروۃ بن زبیر اپنی پوری زندگی میں مسلمانوں کے لئے ہدایت کے مینار' نجات و کامرانی کے رہنما اور بھلائی کی طرف دعوت دینے والے رہے۔ انہوں نے سب سے زیادہ اپنی اولاد کی تربیت کا اہتمام کیا اور عمومی طور پر مسلمانوں کی تمام اولاد کی تربیت کرتے رہے۔ جب بھی انہیں دین کی طرف توجہ دلانے کی کوئی فرصت پاتےتو اسے غنیمت جانتے۔ اور ان کی خیر خواہی میں جو لمحہ بھی انہیں میسر آیا اس سے فائدہ اٹھایا۔

اسی بنا پر وہ اپنے بیٹوں کو علم حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص کرتے رہتے تھے۔ وہ انہیں کہا کرتے تھے۔ اے میرے بیٹو: علم حاصل کرواور اس کا پورا حق ادا کرو۔ اگر لوگوں میں تم کم حیثیت ہوئے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان میں عزت اور بڑائی عطا فرمادے۔ پھر فرماتے ہائے افسوس کیا دنیا میں کسی بوڑھے جاہل سے زیادہ بھی کوئی بری چیز ہے؟ اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے لئے بہترین صدقہ تیار کرکے ہدیہ بھیجنے کی ہدایت کرتے تھے۔ فرماتے تھے "اے میرے بیٹو! تم میں سے کوئی ایک بھی اپنے رب کی طرف ایسا ہدیہ نہ بھیجے جسے وہ اپنی قوم کے کسی معزز آدمی کی طرف بھیجنے میں شرم محسوس کرتا ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمام معزز لوگوں سے زیادہ عزو شرف کا مالک ہے۔ اور تمام اہل کرم سے زیادہ صاحب کرم ہے۔ اور سب زیادہ اس بات کا حقدار ہے۔ کہ اس کے لئے بہتر چیز پسند کی جائے۔ وہ انہیں لوگوں کو غور سے دیکھنے اور ان کی اصلیت (جوہر) تک پہنچنے کی ہدایت فرماتے تھے وہ انہیں کہتے تھے۔ "اے میرے بیٹو" جو تم کسی آدمی کا اچھا' خوشنما کام دیکھو تو اس کے لئے بہتر امید رکھو اگرچہ وہ لوگوں کی نظر میں برا آدمی ہو اس لئے کہ اس میں نیکی اور بھلائی جیسی اور بھی باتیں ہونگی۔ اور اگر کسی شخص میں کوئی بری اور رذیل حرکت دیکھو تو اس سے احتراز کرو بچ کر رہو۔ اگرچہ لوگوں کی نظر میں وہ بھلا اور اچھا آدمی ہو۔ اس لئے کہ اس میں اس بری خصلت جیسی اور بھی کئی خصلتیں ہونگی۔ جان لو" نیکی نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ تو برائی بھی برائیوں کی راہ دکھاتی ہے۔ نیز وہ انہیں نرم خوئی' خوش کلامی اور خندہ روئی کی وصیت کرتے تو فرماتے۔ "اے میرے بیٹو

! یہ دانائی کی لکھی ہوئی پختہ بات ہے۔ تیری بات عمدہ اور تیرا چہرہ کشادہ ہونا چاہیے۔ اس طرح تو لوگوں کے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو جائے گا۔ جو لوگوں کے ساتھ مال و زر سے فیاضی کا سلوک کرے۔

وہ جب لوگوں کو دیکھتے کہ خوشحالی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور زندگی کی نعمتوں سے خوش ہو رہے ہیں۔ تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی تنگی اور سخت و بے راحت زندگی یاد دلاتے تھے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ محمد ابن المنکدر نے بیان کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے عروۃ بن زبیر ملے تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ "اے ابو عبداللہ! میں نے کہا حاضر ہوں تو انہوں نے فرمایا میں اپنی ماں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا "اے بیٹے! میں نے عرض کیا۔ حاضر ہوں انہوں نے فرمایا' اللہ کی قسم بسااوقات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ کے ساتھ چراغ وغیرہ تک نہیں جلاتے تھے (کھانے وغیرہ کے لئے چولھے کی تو بات ہی کیا ہے گھر بھر میں اندھیرا رہتا تھا) میں نے کہا۔ اے میری ماں۔ آپ کس چیز سے زندگی حاصل کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: دو سیاہ چیزوں یعنی پانی اور کھجوروں کے ساتھ بعد میں عروۃ بن زبیر نے اکثر سال تک دولت و ثروت سے بھرپور نیکیوں کی جامع اور تقوی سے لبریز زندگی بسر کی۔ تقوی میں وہ اپنے دور کے سرتاج کی حیثیت رکھتے تھے۔ پھر جب یقینی موت کا وقت آگیا تو اس نے انہیں روزے کی حالت میں پایا۔ ان کے اہل خانہ نے ان سے عاجزانہ طور پر درخواست کی کہ وہ روزہ افطار کرلیں۔ مگر انہوں نے صاف طور پر انکار کردیا اس لئے کہ انہیں امید تھی کہ ان کا روزہ حوض کوثر کے مشروب سے افطار ہوگا۔ جو چاندی کے جاموں میں ہوگا۔ اور وہ جام خوبصورت حوروں کے ہاتھوں میں ہونگے۔

بقیہ: مصیبت کے وقت صبر

کر کے اس بے انتہا ثواب اور درجوں کو برباد نہ کریں بعض عورتیں بین کرتے تو نہیں روتیں لیکن دوسروں کے ساتھ رونے میں شریک ہو جاتی ہیں ان کو چاہئے اگر کسی کو خلاف شرع روتے دیکھیں تو ان کو روکیں منع کریں اگر وہ باز نہ آئیں تو وہاں سے چلی آئیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہونگی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ سے ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین